© rasailojaraid.com

وحیِ الٰہی

اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحیٰ

(۱)

خالقِ کائنات جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، زیورِ علم و عقل سے اُسے آراستہ کیا، اور جس نے انسان کی جسمانی نشوونما، اور اُس کی مادی زندگی کی ترقی و فلاح کے لیے کارگاہِ ہست و بود کو رنگ رنگ کے نقش و نگار سے سجایا اور انسانی تربیت و کامرانی کے لیے ایک مخصوص نظام کے ماتحت قطعی و حتمی وسائل معیشت پیدا کیے کیونکر ممکن تھا کہ وہ مادی زندگی کے وسائل کے ساتھ انسان کی روحانی و اخلاقی زندگی کے لیے کامیاب اور ناقابلِ انکار وسائل و ذرائع مہیا نہ کرتا۔ اور اُس کو ایک قطعی دستور العمل کی روشنی میں تہذیبِ نفس، تزکیۂ باطن اور انجلاءِ روح کی راہ نہ دکھاتا۔ یہ کس طرح باور کیا جاسکتا ہے کہ مدنی الطبع انسان کے گرد و پیش اُس کے ابناءِ جنس کا ہجوم اکٹھا کر دیا جائے۔ طرح طرح کی صنعتوں اور حرفتوں کے آلات جمع کر دیے جائیں، اور اس کے باوجود اُسے یہ نہ بتایا جائے کہ وہ اپنے بنی نوع کے ساتھ کیا معاملہ کرے، اور اُن آلات کو کس طرح کام میں لاکر اُن کو اپنی مدنی زندگی کے لیے فائدہ مند بنائے۔ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے لیے خدا کے بتائے ہوئے کسی خاص دستور العمل کی کیا ضرورت ہے؟ عقل انسانی ان تمام مشکلات میں رہنمائی کرنے اور نظم و اجتماع کی گتھیوں کو حل کرنے کے لیے کافی ہے لیکن تجربہ اور عقلی کمالات کا تاریخی تجزیہ شاہد ہے کہ عقل ہمیں زندگی کے اہم مسائل سے متعلق کسی قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچاتی۔ عام انسانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے، آج عقل و خرد کی انتہائی ترقی کے دور میں بھی عقلاءِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روزگار کا اختلاف اسی طرح ہے جس طرح حضرت عیسیٰ ؑ سے سات سو برس پہلے یونان کے حکماء اور فلاسفہ میں تھا۔ زندگی کے کسی معمولی سے معمولی مسئلہ کے متعلق بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا کی تمام عقلیں اُس کے ایک کامیاب حل پر متفق ہو گئی ہیں۔ یہ حال تو عالم محسوسات و مادیات کا ہے جس کی ہر چیز کو ہم اپنے دائرہ احساس وشعور میں مقید پاتے ہیں۔ پھر اُن مسائل میں صرف عقل کی رہنمائی کو کس طرح کافی اور مکمل تسلیم کیا جاسکتا ہے جن کا تعلق مادیات سے نہیں بلکہ انسان کی روحانی دنیا سے ہے اور جن کا اثر جسمانی نشو ونما پر نہیں۔ بلکہ روحانی واخلاقی فلاح وبہبود پر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے آج کل کے اُن عقلی انکشافات وتحقیقات کا ماتم کیا ہے۔ جنہوں نے انسان کی مادی ترقی کے لیے بڑی بڑی راہیں کھول دیں مگر انسان کی روحانی تشنگی کو دور کرنے کے لیے وہ ایک جرعۂ آب بھی فراہم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ فرماتے ہیں :۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

جس طرح آگ، پانی اور ہوا بقاء حیات کے لیے ضروری ہیں اور یہ سب قدرت کی ہی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ ہماری روحانی زندگی کے لیے بھی ایک ایسا قدرتی دستور العمل ہو جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی روح کو زندہ رکھ سکیں، اور یہ دستور العمل انسان کے عقل وفہم کا بنایا ہوا نہ ہونا چاہیے بلکہ ضروری ہے کہ وہ خدا کا ہی بنایا ہوا، اور اُسی کا بھیجا ہوا ہو۔ جو لوگ خدا کے وجود کے قائل ہیں اور اُس کو حی، قیوم، قادر مطلق اور علیم وحکیم علی الاطلاق مانتے ہیں، اُن کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں کہ خدا کی قدرتِ کاملہ، مرتب ومنظم تخلیقِ کائنات، اور انسان کو اشرف المخلوقات بنانے کا ہی یہ طبعی اقتضا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں کوئی ایسا مکمل خداوندی مجموعۂ احکام وقوانین بھی ہو جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کیا جاسکے اور روحانی زندگی پر جس کا اثر ایسا ہی قدرتی ہو جیسا کہ پانی اور ہوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعمادی وجسمانی زندگی پر۔

اس قسم کے قوانین کا مجموعہ ہی مذہب کی زبان میں شریعت کہلاتا ہے، اور جو مذہب حق ہو گا اس کی شریعت بھی خدا کی بنائی ہوئی۔ اور اُس کی بھیجی ہوئی ہوگی۔

قرآن اور وحی | چونکہ تمام اعتقادات اور ایمان و عمل کا دار و مدار اس یقین پر ہے کہ پیغمبر کی زبانِ حق ترجمان سے جو کچھ ادا ہو رہا ہے وہ منجانب اللہ ہے۔ اور جن احکام کے اتباع کا حکم دیا جا رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے ہی ارشاد فرمائے ہوئے ہیں۔ اور پھر اسلام دنیا کا آخری مذہب حق ہے۔ اور تمام ادیان سابقہ سے زیادہ کامل و مکمل۔ اور پھر اُس کی دعوت کسی خاص ملک اور قوم کے لیے نہیں، بلکہ تمام بنی نوع انسان اس کے مخاطب ہیں۔ اس لیے تمام مذاہب کی آسمانی کتابوں میں یہ خصوصی امتیاز و شرف صرف قرآن مجید کو حاصل ہے کہ جس تکرار و تاکید سے اُس نے اپنا منزل من اللہ ہونا بیان کیا ہے۔ کسی اور کتاب نے اپنی نسبت اس شد و مد اور تاکید و تکرار سے بیان نہیں کیا۔ ایک جگہ ارشاد ہے:۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا	اور اگر تم کو اس کی طرف سے شبہ ہو جو ہم نے اپنے
علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ	بندے (محمد) پر اتارا ہے تو اسی طرح کی ایک سورۃ
وادعوا شھداءکم من دون اللہ	تم بھی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے گواہوں کو
ان کنتم صدقین۔	بلا لو، اگر تم سچے ہو۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ سخت تہدید کے انداز میں فرمایا جاتا ہے۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا	پھر اگر تم ایسا نہ کر د (یعنی قرآن کی سورۃ کا مثل نہ لاؤ)
النار التی وقودھا الناس والحجارۃ	اور تم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ تو ڈرو اُس آگ سے
اعدت للکافرین۔	جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنینگے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک مقام پر ہے :-

قُل لَئِنِ اجتمعتِ الانسُ والجنُّ علیٰ اَن یاتوا بمثلِ ھٰذا القراٰنِ لا یاتونَ بمثلہٖ ولو کانَ بعضھم لبعضٍ ظھیرًا۔

(اے نبی) آپ فرما دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جن اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لے آئیں، تب بھی وہ اس کا مثل نہیں لا سکینگے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

ایک جگہ قرآن مجید کو مُنَزَّل من اللہ نہ ماننے والوں کو تحدّی اس طرح کی گئی ہے۔

ام یقولون افتراہ ط قل فاتوا بسورۃٍ مثلہٖ وادعوا من استطعتم من دونِ اللہِ اِن کنتم صٰدقین

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے خود اسے گھڑ لیا ہے (اے نبی) آپ فرما دیجیے کہ اچھا اگر ایسا ہے تو تم اس جیسی ایک سورۃ تو لے آؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکتے ہو بلا لو۔

یہ لوگ جو قرآن مجید کو اللہ کا کلام نہیں مانتے اُنکی نسبت فرمایا گیا کہ یہ محض اپنی کوتاہ علمی اور ناواقفیت کے باعث ایسا کہتے ہیں اور اُس امر کی نسبت جھوٹ بولتے ہیں جسے یہ خود نہیں جانتے ۔ آیت بالا کے بعد ہی ارشاد ہے۔

بل کذّبوا بما لم یحیطوا بعلمہٖ ولمّا یاتھم تاویلہٗ ط کذٰلک کذّب الذین من قبلھم فانظر کیف کانَ عاقبۃُ الظّٰلمین.

بلکہ اُنہوں نے ایسی چیز کی تکذیب کی ہے جس کے علم کا اُنہوں نے احاطہ نہیں کیا۔ اور جسکی اصل حقیقت اُنکے سامنے نہیں آئی۔ اسی طرح اُن لوگوں نے تکذیب کی ہے جو اُن سے پہلے تھے۔ پس دیکھو کہ ظالموں کا

ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

ام یقولون افتراہ ط قل فأتوا بعشر سُوَرٍ مثلہٖ مفتریٰتٍ وادعوا منِ استطعتم من دونِ اللہِ اِن

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے (اے نبی) آپ کہہ دیجیے کہ اچھا اس طرح کی دس گھڑی ہوئی سورتیں ہی لے آؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كُنتُمْ صٰدِقِيْنَ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللهِ وَأَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ.	بُلا سکتے ہو اُنہیں بلالو، اگر تم سچے ہو۔ اور اگر وہ کچھ جواب نہ دیں تو جان لو کہ وہ اللہ کے علم سے اُتارا گیا ہے۔ اور یہ کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو کیا تم ایمان لانے والے ہو؟

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منکرین کی ہوا پرستی کا اس طرح یقین دلایا جاتا ہے۔

فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ.	(اے محمد) اگر وہ آپ کو جواب نہ دیں تو آپ جان لیجیے کہ یہ لوگ صرف اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کا اتباع کرتے ہوں۔ کوئی شبہ نہیں کہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ آیات جو اوپر گذریں ان میں قرآنی اعجازِ فصاحت و بلاغت کو پیش کر کے سخت ترین تحدی کی ہے اور کفار و مشرکین کے عجز سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی وحی ہے۔ ان آیات کے علاوہ بکثرت دوسری آیتیں بھی ہیں جن میں قرآن مجید کے وحی ہونے پر بعض جزئی واقعات اور قرآن مجید کے مضامین و مطالب سے استدلال کیا گیا ہے، مثلاً

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ. فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ.	یا کہتے ہیں کہ یہ قرآن خود بنا لایا ہے (کوئی نہیں) بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اب اُن کو چاہیے کہ کوئی بات اسی طرح کی لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ   یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کے پاس بطور وحی بھیجتے

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ   ہیں اور آپ اُن کے پاس نہیں تھے جب اُنہوں نے

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۔   اپنی کوششیں ایک جگہ مرکوز کرلیں اور وہ تدبیریں کرنے لگے۔

حضرت مریمؑ کے واقعہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے:-

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ   یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ پر وحی کرتے ہیں اور

اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ   آپ اُن لوگوں کے پاس نہیں تھے جب وہ قرعہ اس

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ   غرض سے ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کریگا

مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ   اور اُس وقت بھی آپ اُن کے نزدیک نہیں تھے جبکہ

يَخْتَصِمُوْنَ ۔   وہ جھگڑ رہے تھے۔

دیکھیے! اس آیت میں دو مرتبہ "وما كنت لديهم" فرما کر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود اُس موقع پر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ تو اب قدرتی طور پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کو معلوم کیونکر ہوا؟ قرآن مجید اس کا جواب دیتا ہے کہ "نوحيه اليك" ہم آپ پر اس کی وحی بھیجتے ہیں، یہ واضح رہنا چاہیے کہ کسی واقعہ کو معلوم کرنے کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اُس کو کسی اخبار یا کتاب میں پڑھا جائے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی سے اُس کو سُننے کا اتفاق ہوا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ دونوں صورتیں نہیں تھیں۔ آپ نے خود "لست بقارى" "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" فرما کر پہلی صورت کی نفی کر دی۔ رہی دوسری صورت یعنی یہ کہ آپ کو کسی نے یہ واقعاتِ غیب سُنائے ہوں، تو قرآن مجید اس کی تردید اس طرح کرتا ہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ   یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کے پاس

اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا   بطور وحی بھیجتے ہیں اس سے پہلے اس کو نہ آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قومُكَ مِن قبلِ هٰذا ط فاصبِرْ إنَّ العاقِبَةَ لِلمتقين۔ | جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ آپ صبر کیجیے۔ کوئی شبہ نہیں کہ عاقبت پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

وما كُنتَ بِجانبِ الغربي إذْ قضينا إلى موسى الامرَ وما كُنتَ مِنَ الشّٰهدين۔ | اور (اے نبی) آپ طور کی جانب مغربی میں نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف اپنا فیصلہ نازل کیا اور آپ اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔

اس کے بعد ہے۔

ولٰكنّا انشأنا قرونا فتطاولَ عليهمِ العُمُرَ وما كُنتَ ثاويا في اهلِ مَديَن تتلوا عليهِم اٰياتنا ولٰكنّا كُنّا مُرسِلين۔ | لیکن ہم نے بہت سارے قرن پیدا کیے پھر ان کی لمبی عمریں گذر گئیں اور آپ مدین کے لوگوں میں بھی مقیم نہ تھے کہ اُن پر ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہوں لیکن ہاں ہم آپ کو رسول بنا کر بھیجنے والے تھے۔

پھر اس کے بعد جو آیت ہے اُس میں بھی اسی مضمون کا اعادہ کیا گیا ہے۔

وما كُنتَ بِجانبِ الطُّورِ اِذْ نادينا ولكن رحمةً مِن ربِّك لِتُنذِرَ قومًا ما اتٰهُم مِن نذيرٍ مِن قبلِك لعلَّهُم يتذكّرون۔ | اور آپ طور کے کسی کنارہ پر نہیں تھے جب ہم نے ندا دی لیکن آپ کو (یہ واقعہ) محض اپنے رب کی رحمت سے معلوم ہوا ہے تاکہ آپ اُس قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت

جزئی واقعات کے علاوہ قرآن مجید میں اختلاف کے نہ ہونے سے بھی اُس کے مُنزل مِن اللہ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:۔

أفلا يتدبّرونَ القراٰنَ ط ولو | تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ اور اگر وہ اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ — کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اُس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اہل کتاب اگرچہ زبان سے انکار کرتے تھے۔ لیکن دل میں وہ بھی جانتے تھے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکینِ قلب کے لیے اس کا بھی ذکر کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ — اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے پس آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوجیے۔

ایک دوسری آیت میں اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ۔ — اور وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہی حق ہے۔

ایک اہل کتاب کا قرآن کے مُنزّل من اللہ ہونے پر شہادت دینا کوئی ایسی اہم بات نہ تھی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ قرآن کے مُنزّل من اللہ ہونے کے جتنے ثبوت بھی پیش کیے جاسکتے ہیں وہ پیش کردیے جائیں تاکہ اصل معاملہ کی اہمیت پورے طور پر واضح ہو جائے۔ اور بار بار کے فرمانے سے لوگوں کو یقین آجائے کہ واقعی قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔ اُس کے وجود میں کسی انسان کے صنع و عمل کو بالکل دخل نہیں۔ اس بنا پر ایک اہل کتاب کی شہادت کو بھی خاص اہتمام سے بیان کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ — (اے نبی) آپ فرما دیجیے کہ اگر یہ قرآن اللہ پاک کی طرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وکفرتم بہ وشھد شاھدٌ	کہ ہو۔ اور تم اُس کے ساتھ کفر کرتے ہو۔ درانحالیکہ بنی
مِّن بنی اسرائیل علیٰ مثلہ	اسرائیل کے ایک شخص نے قران کے منزل من اللہ
فاٰمن واستکبرتم ان اللہ	ہونے کی شہادت دی اور ایمان بھی لے آیا۔ اور تم نے
لا یھدی القوم الظالمین	استکبار کیا (تو بتاؤ تمہارا حشر کیا ہوگا!) بلا شبہ اللہ تعالیٰ
	ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

پھر صرف ان استدلالات پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض دریدہ دہن مشرکین وکفار قران کے منزل من اللہ ہونے پر جو اعتراضات کرتے تھے اُن سب کے بھی جوابات دیے گئے ہیں۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ اگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو اُس میں نسخ نہ پایا جاتا۔ قرآن میں اس اعتراض اور اُس کے جواب کا ذکر اس طرح ہے۔

واذا بدّلنا اٰیۃً مکان اٰیۃٍ	اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت رکھتے ہیں
واللہ اعلم بما ینزّل قالوا	اور اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اُسے خوب جانتا ہے
انّما انت مفترٍ بل اکثرھم	تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کلام گھڑنیوالے ہیں (نہیں!)
لا یعلمون۔	بلکہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں ہیں۔

پھر اس کے جواب میں حضور کو تلقین کی جاتی ہے:۔

قل نزّلہ روح القدس	آپ فرما دیجیے کہ اس قرآن مجید کو میرے رب کی طرف
من ربّک بالحق لیثبّت	سے روح القدس لے کر آئے ہیں تاکہ جو لوگ ایمان لے
الذین اٰمنوا وھدًی وّبشریٰ	آئے ہیں اُن کو ثابت قدمی حاصل ہو اور یہ مسلمانوں
للمسلمین۔	کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ حضور کا کوئی مُعلّم ہے جو آپ کو یہ تمام باتیں سکھاتا ہے۔ اس قول میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہتان تراشنے والے خود مختلف تھے۔ کوئی کسی نصرانی کا نام لیتا تھا۔ اور کوئی کسی یہودی غلام کا۔ مگر تھے یہ دونوں عجمی۔ کیونکہ اگر عربی ہوتے تو پھر اختلاف کی کوئی وجہ نہ تھی متعین طور پر وہ کسی ایک شخص کا نام لے سکتے تھے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح پر کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۔	اور ہم کو خوب معلوم ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو ایک انسان (قرآن مجید) سکھاتا ہے جس شخص کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں اُسکی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن کی زبان تو صاف اور واضح عربی ہے۔

پھر ان لوگوں کے جھوٹ پر اس طرح مُہر توثیق ثبت کی گئی۔

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۔	یہ جھوٹ کا افترا وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور یہی وہ لوگ ہیں جو جھوٹے ہیں

۔ مشرکین اور اہل کتاب میں فرق یہ تھا کہ مشرکین کسی آسمانی کتاب اور صحیفۂ خداوندی سے آشنا ہی نہ تھے، اس لیے جب وہ سُنتے کہ قرآن مجید اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے تو اُس کو بہت ہی مستبعد سمجھ کر اس سے انکار کرتے تھے۔ ان کے برخلاف اہل کتاب کا حال یہ نہ تھا۔ یہودی اور عیسائی دونوں خداوندی کتابیں رکھتے تھے۔ اور اس لیے وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ خدا کبھی کبھی اپنے برگزیدہ پیغمبروں کے ذریعہ اپنا کلام و پیام انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ اس بنا پر بہ نسبت مشرکین کے اہل کتاب سے زیادہ توقع تھی کہ وہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر جلد ایمان لے آئینگے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا	اور اہل کتاب سے جھگڑا مت کرو مگر اچھے طریقہ پر مگر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِالَّتِی ھِیَ اَحسنُ اِلَّا الّذین ظلموا	اُن اہل کتاب سے جنھوں نے ظلم کیا ہے۔ اور تم کہو کہ
مِنْھم وقولوا اٰمنّا بِالَّذِی	ہم ایمان لائے ہیں اُس کتاب پر جو ہم پر نازل کی
اُنزِلَ الینا واُنزِلَ الیکم و	گئی۔ اور جو تم پر نازل کی گئی ہے، اور ہمارا اور تمہارا
اِلٰھُنا واِلٰھُکُم واحدٌ ونحنُ لہٗ	معبود ایک ہے اور ہم اُس کے فرمانبردار ہیں
مُسلِمون ۔ وکذٰلِکَ اَنزَلنا	اور (اہل کتاب کی ہی طرح) ہم نے آپ پر کتاب
الیکَ الکتٰبَ فالَّذِینَ اٰتینٰھُمُ	نازل کی ہے۔ پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی
الکتٰبَ یؤمِنون بہٖ ومِن	ہے وہ اُس پر ایمان لے آتے ہیں، اور ان اہل مکہ
ھٰؤلاءِ مَن یؤمن بہٖ وما یجحد	میں سے بھی بعض وہ ہیں جو قرآن پر ایمان لے آئے ہیں
بِاٰیٰتِنا اِلَّا الکافرون ۔	اور ہماری آیات سے انکار وجحود تو کفار ہی کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا بھی قرآنِ مجید کے منزل من اللہ ہونے کی قوی دلیل ہے۔ آپ
یہ اُمیت ایسی مُسلّمہ حقیقت تھی کہ کفار ومشرکین عرب نے آپ کی نسبت طرح طرح کے بہتان تراشے
ذالتہ۔ آپ کو ساحر کہا، کاہن کہا، اور یہ بھی کہا کہ کوئی اور شخص ہے جو آپ کو قرآن کی آیات بتاتا ہے۔
ت ان میں ایک شخص بھی نہ تھا جس نے آپ کی اُمیت سے انکار کرکے یہ کہا ہو کہ آپ تو نزولِ قرآن
ے پہلے بھی لکھتے پڑھتے تھے۔ قرآن کی طرح فصیح وبلیغ کلام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید کے
ں ہونے کے ثبوت میں اس کو بھی بیان کرتا ہے۔

وما کُنتَ تتلوا مِنْ قبلہٖ مِنْ	اور آپ نزول قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے
کتٰبٍ ولا تخطّہٗ بیمینک اِذًا	اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اس کے باوجود یہ
لارتابَ المُبطِلون ۔	باطل پرست شک وشبہ کرتے ہیں۔

اس سے آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے :۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بل ھو اٰیٰتٌ بیّنٰتٌ فی صُدُورِ	بلکہ یہ قرآن اُن لوگوں کے سینوں میں جن کو علم
الذین اوتوا العلمَ وما یجحد	دیا گیا ہے روشن نشانیاں ہیں اور ہماری آیات
بِاٰیٰتِنَا اِلا الظّٰلمون	کا انکار صرف ظالم لوگ ہی کرتے ہیں۔

بعض مشرکین کا خیال تھا کہ قرآن مجید کا القاء شیاطین کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور عموماً کاہن غیب کی باتیں بیان کرتے ہی ہیں۔ آپ بھی کاہن ہونے کی بنا پر اس طرح کے واقعات کی خبر دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس وسوسۂ شیطانی کی تردید بھی نہایت پرزور الفاظ میں کی ہے۔ ارشاد ہے۔

وما تنزّلت بہِ الشّیٰطِیْن۔ و	اور اس قرآن کو شیاطین نے نہیں اُتارا اور نہ یہ اُن
ما ینبغی لھم وما یستطیعُون	کے لائق ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔
وما ھو بقول شیطٰن رجیم ۔	اور یہ قرآن مردود شیطان کا قول نہیں ہے۔ پس
فاین تذھبون ۔	تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔

قرآن مجید کو بعض لوگ شاعرانہ کلام کہتے تھے۔ اس کی بھی تردید کی گئی۔

وما ھُوَ بقولِ شاعرٍ قلیلاً	اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ تم بہت ہی کم یقین
ما تؤمنون ۔ ولا بقولِ	کرتے ہو، اور نہ وہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم بہت
کاھِنٍ قلیلاً ما تذکرون ۔	ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

پھر ان سب اعتراضات اور وساوس شیطانی کی تردید کے بعد اللہ تعالیٰ خود اپنی اور فرشتوں کی شہادت سے قرآن کے مُنزّل من اللہ ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

لٰکن اللہ یشھد بما اُنزِلَ الیک	لیکن اللہ اُس کی شہادت دیتا ہے جو آپ کی طرف
اَنزلہٗ بعلمہٖ والملٰئکۃ یشھدون	اُتارا گیا ہے، اللہ نے اُس کو اپنے علم سے اُتارا ہے اور
وکفیٰ باللہِ شھیدًا ۔	فرشتے بھی گواہ ہیں اور گواہی کے لیے تو صرف اللہ ہی کافی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوپر جو آیات گذری ہیں دو طرح کی ہیں۔ ایک وہ جن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے وحی ربانی ہونے کے متعدد دلائل بیان فرمائے ہیں اور دوسری قسم کی آیات وہ ہیں جن میں حضرتِ باری عزاسمۂ نے قرآن مجید سے متعلق کفار و مشرکین کے بیہودہ خیالات، باطل توہمات، اور وساوس شیطانی کی پُرزور تردید کی ہے۔

ان کے علاوہ کثرت سے وہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بالکل صاف اور واضح الفاظ میں صرف یہ بتایا ہے کہ قرآن مجید اللہ کا نازل کیا ہوا ہے۔ مثلاً:

اِنَّآ انزلنٰہُ فی لیلۃٍ مُّبارکۃٍ۔	بیشک ہم نے اس قرآن کو مبارک رات میں اُتارا
اِنَّآ انزلنٰہ فی لیلۃِ القدر۔	بے شبہ ہم نے اس کو شب قدر میں نازل کیا۔
تنزیلًا مِّمّن خلق الارض والسّمٰوٰتِ العُلیٰ۔	یہ قرآن مجید کا نزول اُس ذات کی طرف سے ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔
قُل انزلہُ الّذی یعلمُ السِّرَّ فِی السّمٰوٰتِ والارض۔	اے نبی آپ فرما دیجیے کہ اس قرآن کو اُس ذات نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کے بھیدوں سے واقف ہے
اِنَّا نحن نزّلنا علیك القراٰن تنزیلًا	ہم نے ہی آپ پر قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر اُتارا ہے۔
انّا نحن نزّلنا الذکر و انّا لہٗ لحٰفظون۔	ہم نے ہی اس نصیحت (قرآن) کو اُتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

پھر صرف اس قدر بتانے پر ہی اکتفا نہیں کیا کہ قرآن اللہ کی بھیجی اور اُس کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ اُسے کس ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے۔ ارشاد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قُلْ من کَانَ عَدُوًّا الجبریلَ فانہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قلبِكَ باذن اللہِ ۔	اے محمد آپ فرما دیجیے کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہے ہوا کرے۔ اُنھوں نے ہی تو اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اُتارا ہے۔
نزل بہ الروح الامین علی قلبك لتکونَ من المنذرینَ	اس قرآن مجید کو جبریل لے کر نازل ہوئے ہیں۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں
قل نزلہ روح القدس من ربك بالحق ۔	اے محمد آپ فرما دیجیے کہ آپ کے رب کی طرف سے اس قرآن کو روح القدس (جبریل) لیکر نازل ہوتے ہیں

یہ بتانے کے بعد کہ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے جس کو جبریل ؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اس امر کی ضرورت تھی کہ قرآنِ پاک اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت رسالت پر بھی روشنی ڈالتا اور یہ بتاتا کہ حضور تو صرف ایک پیغامبر ہیں جو اللہ کا پیام جوں کا توں بغیر کسی ادنیٰ کم وکاست کے خدا کے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ اُس پیام کا از خود تصنیف کرنا تو کجا، آپ کو پیامِ الٰہی میں برائے نام قطع وبرید کا بھی حق نہیں، اس سلسلہ میں بعض آیات وہ ہیں جن میں عمومی اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس عموم کے ماتحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات بھی داخل ہے۔ مثلاً یہ آیت:

وما کانَ ھٰذا القرآنُ ان یُفْتَرٰی مِنْ دونِ اللہِ ولکن تَصْدِیقَ الذی بَینَ یَدَیہِ وتفصیل الکتٰب لاریب فیہ مِنْ ربِّ العٰلمین ۔	اور یہ قرآن وہ نہیں ہے کہ غیر خدا کی طرف سے گھڑ لیا گیا ہو لیکن اس کتاب کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی اور اُس کی تفصیل ہے اس قرآن کے رب العلمین کی طرف سے ہونے میں کوئی شک نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری آیات وہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے متعلق اعلان کردیں کہ آپ کا کام صرف اللہ کی نازل کی ہوئی وحی کا پہنچا دینا، اور اُسی کا اتباع کرنا ہے۔ ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ۔ — آپ فرما دیجیے کہ میں تو صرف اُس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے وحی کیجاتی ہے۔

پھر دوسری آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یقین دلایا گیا کہ آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے۔ خدا کی طرف سے جو وحی آتی ہے اُس کو بعینہ لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ — آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے۔ آپ کا نطق وہی ہے جس کی آپ پر وحی ہوئی ہے۔

میں تصریح کی گئی ہے۔ اور (معاذ اللہ) اگر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرنی بھی چاہیں تو نہیں کرسکتے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ۔ فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْہُ حَاجِزِیْنَ۔ — اور وہ (محمدؐ) بعض باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کردیتے تو ہم ضرور اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر اُن کی رگ گردن کاٹ ڈالتے اور تم سے کوئی اُس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہے۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ وَ یَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ — کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ پس اگر اللہ چاہتا تو وہ آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے قائم و ثابت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِكَلِمَتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ کرتا ہے۔ بے شبہ وہ دلوں کے اسرار سے خوب واقف ہے۔

اسی بات کا یقین دلانے کے لیے کہ قرآن مجید منزل من اللہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو بحیثیت رسول لوگوں تک پہنچانے والے ہیں۔ فرمایا گیا

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ کوئی شبہ نہیں کہ یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

غور کیجیے یہاں آپ کا نام نہیں لیا جاتا۔ یا آپ کا کوئی اور وصف بیان نہیں کیا گیا۔ صرف رسول کہا جاتا ہے۔ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آپ قرآن جو کچھ سُناتے ہیں محض بطور رسول سُناتے ہیں نہ کہ بحیثیت مصنف (نعوذ باللہ) ورنہ وہ سب کلام کل کا کل اللہ کا کلام ہے۔ پھر رسول کی صفت کریم لاکر اس حقیقت کی طرف رہنمائی کی گئی کہ آپ خائن یا غیر دیانتدار قاصد نہیں، بلکہ نہایت کریم و شریف ہیں۔

جس طرح عام انسانوں اور خدا کے درمیان کلام اللہ کے پہنچنے کا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی طرح اللہ اور آپ کے درمیان حضرت جبریل ؑ واسطہ ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید جیسا نازل ہوا آپ نے بالکل اسی طرح لوگوں تک پہنچا دیا ہو لیکن جبرئیل امین سے کچھ غلطی یا ردوبدل ہو گیا ہو۔ اس بنا پر ضروری تھا کہ جس طرح قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "رسول کریم" فرما کر آپ کی حقانیت و صداقت کی توثیق کی گئی ہے۔ حضرت جبرئیل ؑ سے متعلق بھی اسی طرح کی توثیق کیجاتی۔ چنانچہ حضرت جبرئیل ؑ کے بارہ میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۔ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ۔ بے شبہ یہ معزز قاصد کا قول ہے جو قوی ہے۔ رب العرش کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔ فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ امین بھی ہے۔

(باقی)

© rasailojaraid.com